محمد فرید اسحاق

وادی علم کا اک اور ستارہ ٹوٹ گیا

شدت مرض اور اہتمام جماعت

آپ کی صحت اور مرض ایسا ہے کہ ہم آپ کو مسجد تک جانے کی اجازت نہیں دے سکتے، آپ بھی سمجھائیے کہ مسجد تک جانا ان کی جان کے لئے خطرناک ثابت ہوسکتا ہے حضرت ڈاکٹر صاحب ٹھیک ہی تو فرما رہے ہیں اس حالت میں آپ کا ہسپتال سے باہر جانا مناسب نہیں'' ڈاکٹر اور خدام ہاتھ باندھے آپ کے سامنے کھڑے عرضیاں پیش کررہے تھے، مگر یہ اللہ کے ولی تھے کہ ان پر تو بس ایک ہی بات سوار تھی کہ ''نہیں میں نے آج نماز جمعہ مسجد میں باجماعت ادا کرنی ہے اور میں کروں گا۔

ارادے پختہ، لہجہ سپاٹ تھا اور ہوتا بھی کیوں نہ انہوں نے کبھی نماز قضاء کی ہی نہیں تھی تو آج کیسے نماز وہ بھی جمعہ کی نماز چھوڑ دیتے۔ ڈاکٹر اور خدام دیکھتے ہی رہ گئے۔ یہ ولی اللہ مسجد کی جانب چل دیئے۔ نماز جمعہ باجماعت ادا کی۔ اپنے متعلقین ومتوسلین اور دیگر سے ملاقاتیں کیں۔

سب ان کو اپنے بیچ پاکر بہت خوش تھے۔ اللہ کا شکر ادا کررہے تھے کہ مولا تونے اپنے اس ولی اللہ کو صحت دے دی۔ ادھر ڈاکٹر منتظر تھے کہ بس ابھی حضرت بخیر وعافیت واپس آنے والے ہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے اسپتال سے نکلنا تو ایک بہانہ تھا۔ اصل میں ولی اللہ تو لمبے سفر پر روانہ ہونے کے لئے نکلے ہیں اور ایسا ہی ہوا نماز کی ادائیگی بمشکل کوئی ڈیڑھ گھنٹے بعد جب سورج مرجھائے چہرے کے ساتھ دور بہت اندھیر وادیوں میں غروب ہونے سے چند لمحے کی دوری پر تھا کہ ملک بھر میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ کہ'' عالم اسلام کی عظیم شخصیت، محدث، مفسر، اور عالمی مذہبی اسکالر دارالعلوم اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ انتقال کرگئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) آہ، وادی علم کا ایک اور ستارہ ٹوٹ گیا۔

ایک عام زمیندار یا مفسر قرآن

یہ شعبان 1349ھ بمطابق 1930ء کو اکوڑہ خٹک کے زمیندار مولانا قدرت شاہ کے گھر پیدا ہونے والے شیر علی شاہ کی وفات نہیں تھی بلکہ دنیا سے رخصت ہونے والے یہ مفسر قرآن شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کی وفات تھی جن کا خلا صدیوں پر نہیں کیا جاسکے گا یہ وفات اس بچے کی وفات تھی جس نے ہل چلانے کے ساتھ ساتھ

اپنے عالم دین والد سے فقہ اور فارسی میں ابتدائی تعلیم حاصل کی اور نظم فارسی کے جید استاد مولانا عبدالرحیم صاحب المعروف بہ ''قصابانو حاجی صاحب سے اس علم میں استفادہ کیا۔

یہ وہی شیر علی شاہ ہیں جنہوں نے تقسیم ہند کے بعد 1366ھ بمطابق 1947ء میں دارالعلوم دیوبند سے پاکستان ہجرت کرنے والے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ سے نو قائم شدہ دارالعلوم اکوڑہ خٹک سے 1953ء میں دورہ حدیث مکمل کیا اور اول پوزیشن لے کر اپنے اعلیٰ علمی سفر کا گویا اعلان کر دیا، ابتدائی زمانہ علمی کے تحت آپ دارالعلوم اکوڑہ خٹک کے ابتدائی طالب علموں کی فہرست میں بھی نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

خدمات واخلاق

جس کی زندگی میں بلوغت کے بعد ایک نماز قضاء نہیں ہوئی اس کی خوبیاں اور علمی خدمات تاریخ بتاریخ بیان کرنے کے لئے صفحات کم ہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ پشاور کے جی ٹی روڈ پر تاریخ کے سب سے بڑے جنازے جس میں کم وبیش ۴ لاکھ کے قریب لوگ شریک تھے یہ اس شخص کا جنازہ تھا جس نے تعلیم سے فراغت کے بعد جب ۱۱ شوال 1373ھ بمطابق ۱۳ اپریل 1954ء کو اپنی مادر علمی وعملی تدریس شروع کی تو اس کا ماہنامہ مشاہرہ صرف ۳۰ روپے مقرر ہوا۔ یہی وہ شخص تھے جنہوں نے ۱۴ سال مدینہ منورہ میں دین اسلام پڑھا اور دارالعلوم کورنگی وجامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی میں ۲ سال علم کے دیئے جلائے۔ روشنیوں کے شہر سے نکلے تو اس کے چمکتے دمکتے ستارے نے قبائلی علاقہ جات کی سنگلاخ پہاڑیوں کے دامن میں میران شاہ کے اندر مصروف جہادی کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی کے مدرسے میں بطور شیخ الحدیث خدمات انجام دیں۔

دین اسلام کے اہم ترین رکن جہاد کے اتنے داعی تھے کہ آج بھی جہاد افغان میں شریک ہونے والوں میں آپ کا نام انتہائی معتبر سمجھا جاتا ہے۔ پاکستان کی سرکاری اور علاقائی زبانوں کے علاوہ انگلش، عربی اور فارسی سمیت کئی دیگر زبانوں پر عبور رکھنے والے شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کو عرب وعجم کے اکابر علماء میں ایک خاص مقام حاصل تھا۔

جس کی وفات کی خبر سے علمی حلقوں اور درسگاہوں میں صف ماتم بچھ گئی۔ وہ مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ کے چہیتے، مولانا سمیع الحق، مولانا قاری سعید الرحمٰن علوی، مولانا موسیٰ خان بازی اور مولانا عبداللہ کا کاخیل جیسے جید علماء کے ہم سبق بھی تھے۔

عارضہ قلب میں جان آفرین کے حوالے کرنے والے 85 سالہ اس بزرگ نے اپنی زندگی کے ۶۰ سال دین اسلام کی اشاعت میں صرف کئے اور اصلاح وتقویٰ، اذکار واوراد، دعا وانابت تدبر وتفکر، دیانت وامانت، تحمل وبردباری فروتنی وتواضع، بے نفسی وعزلت نشینی ہمدردی وغم خواری، قدردانی وخودنوازی جیسی اعلیٰ صفات پائیں۔

ام المدارس سے لگاؤ

شدید علالت اور معمر ہونے کے باوجود آخری سانس تک دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں بخاری شریف اور ترمذی شریف کا درس جاری رکھنے والے اس ولی کو اللہ تعالیٰ نے علم وعمل، فہم وفراست اور حلم وتدبر کی بے شمار خصوصیات سے نوازا۔ اکابر واسلاف پر اعتماد، ان سے محبت وعقیدت، ان کے متعین کردہ خطوط، صراط مستقیم اور صحیح اسلامی طرز فکر کی ذہن سازی اس درویش صفت شخص کا طرہ امتیاز رہا۔

علم وعمل، فہم وفراست، تحمل وبردباری اور صحیح اسلامی طرز فکر کے پیکر مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مجلس صوت الاسلام پاکستان کی سرگرمیوں سے ہمیشہ مطمئن دکھائی دیئے جس کا بین ثبوت 2006ء میں ایک بین المدارس تقریری مقابلہ میں مفتی ابوہریرہ محی الدین کی دعوت پر شرکت ہے۔ آپ نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مجلس صوت الاسلام پاکستان کی خدمات کو زبردست الفاظ میں سراہا اور مفتی ابو ہریرہ محی الدین کی کامیابیوں کے لئے ہمیشہ دعا گو رہے۔

مولانا شیر علی شاہ کی ٦٠ سال کے قریب تعلیمی وتدریسی زندگی کا دورانیہ اس پر شاہد ہے کہ ان کے دامن علم وعمل سے وابستگان میں سے کوئی بھی جادۂ حق سے انحراف کرتے نہیں دیکھا گیا۔ جہاں علم کا یہ خورشید منور جو علم ومعارف کی روشنی بکھیرنے کے بعد جمعہ کو ڈوبتے سورج کے ساتھ ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔ انہوں نے اپنی علمی زندگی سے جو مثالیں قائم کی ہیں انہیں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا اور علمی سطح پر جو بھی چھاپ چھوڑی ہے اس کا نقش ہمیشہ علماء وطلباء کی رہنمائی کا کام انجام دیتا رہے گا اور ان کی خدمات جلیلہ بالخصوص حدیث، فقہ واجتہاد کے حوالے سے ہمیشہ یاد ہی رکھی جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ اس ولی کامل اور درویش صفت عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ قدس سرہ کو کروٹ کروٹ جنت کی خوشبو عطا فرمائے اور انکی علمی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین (بشکریہ ماہنامہ ایوان اسلام)